"گلریز"

ڈاکٹر صفیہ جاریہ انیس، ریسرچ ایسوشیئیٹ شعبۂ فارسی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی

گلریز ضیاء الدین بخشی بدایونی کی تصنیف ہے جو نظم و نثر دونوں میں لکھی گئی ہے اور اس میں عجب ملک اور نوشلب کے عشق کی داستان کو ادبی انداز میں پیش کیا گیا ہے[1] اس پر عرفانی اور متصوفانہ رنگ غالب ہے بلکہ یہ کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ طریقت کے راستے میں سالک کو جن منازل سے گزرنا پڑتا ہے اور گوہر مراد حاصل کرنے کے لئے جن مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے عشقیہ داستان کے در پردہ ان تمام دشوار منازل اور سالک کی پریشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب طرزِ تحریر شیریں و رواں اور عبارت مسجع و مقفیٰ ہے۔ مصنف نے درمیان میں قرآنی آیتوں، احادیث اور اقوال اولیاء اللہ کے اقتباسات سے کلام کو مؤثر و سحر انگیز اور خوبصورت

---

(۱) ذبیح اللہ صفا کا قول ہے کہ "گلریز" میں معصوم شاہ اور نوشابہ کی عشقیہ داستان بیان کی گئی ہے جو غلط ہے ملاحظہ ہو "تاریخ ادبیات در ایران" ج ۳، بخش دوم، ص ۱۲۹۵۔ اسی طرح انڈیا آفس لائبریری کیٹلاگ میں یہ بتایا گیا ہے کہ "گلریز" میں معصوم شاہ اور نوشلب یا نوشابہ اور عجب ملک کی عشقیہ داستان پائی جاتی ہے، یہ بھی غلط ہے حقیقت تو یہ ہے کہ نوشابہ نام پوری داستان میں کہیں بھی مذکور نہیں۔

برمحل اشعار و قطعات سے عبارت کو مزیّن و مرصّع بنا دیا ہے۔ ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ بے شمار اخلاقی نکات اور پند و نصیحت کے مضامین دلنشین پیرایہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ جن سے یقیناً اس کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہ کتاب ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے زیرِ اہتمام ۱۹۱۲ء میں آغا محمد شیرازی اور مسٹر آر۔ ایف۔ آرزو کی سعی و کوششوں سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے اور ۱۹۱ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایڈیشن مکمل نہیں ہے اس لیے خود اس کتاب میں دو مقاموں پر نیچے حاشیہ میں "Error in the text" اور تین جگہوں پر "a Page or so missing" لکھا ہوا ہے۔ درحقیقت آغا محمد کاظم شیرازی نے اس کا واحد نسخہ ڈی سی فیلوٹ سے حاصل کر کے مطبوع کروایا تھا جس کی تفصیل انھوں نے 'مقدمہ' میں اس طرح دی ہے:

'this rare Ms. from which the Present edition is edited is the Property of colonel D.C Phillott to whose generosity for the Press. the Ms. is written in a beautiful naskh hand on Kashmiri hend-made brown Paper, contains ten finely-executed miniatures. It is boun in an old embossed leather cover with the binder's name Ziya' uddin Pishawari, on the top. It measures 10" by 6 1/2" and contains four hundred and seven Pages. No date appears in the Ms. It appears to be about three hundred years old and is well Preserved. this is

Perhaps the only copy existing in India." (۱)

آغا محمد کاظم شیرازی نے مذکورہ مخطوطہ کی جو تفصیلات دی ہیں وہ جامع اور مکمل ہیں لیکن ان کا یہ خیال کہ ہندوستان میں یہ واحد نسخہ ہے غلط ہے اس لئے کہ گلریز کا ایک مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی میں بھی موجود ہے۔ اسی کتاب کا ایک اور مخطوطہ قم (ایران) میں کتابخانہ آیۃ اللہ مرعشی نجفی میں محفوظ ہے(۲)۔ تیسرا مخطوطہ جس کا انڈیا آفس کیٹلاگ میں ذکر ہے کرم خوردہ ہے اس کی تفصیل اس طرح دی گئی ہے۔

" Gulriz :- A rare Persian romance by the same Diyai — Nakhshabi, styled, the rose... embroidered carpet and dealing with the love-story or fairy tale of Ajab malik. It is... unfortunately defective at the beginning, No date worm eaten in several pages Nastalik, size 8 1/2" by 4 3/4". (۳)

علی گڑھ اور قم کے مخطوطے مکمل ہیں۔ علی گڑھ کے مخطوطہ کا خط نستعلیق شکستہ ہے۔ اس میں ۱۵۲ صفحات ہیں۔ صفحہ پر سطروں کی تعداد مختلف ہے کم سے کم ۱۷ اور زیادہ سے زیادہ ۲۱ سطریں تک ہیں۔ ناپ ۲۲ × ۱۲ ½ سینٹی میٹر ہے۔ قم کا مخطوطہ

---

(۱) "گلریز" از۔ آغا محمد کاظم شیرازی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال۔

(۲) "فہرست نسخہ ہای خطی کتابخانۂ عمومی" حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ نجفی مرعشی مدظلہ العالی (ایران۔ قم) جلد دھم۔ زیر نظر: سید محمود مرعشی نگارش سید احمد حسینی ۱۳۶۲ شمسی ص ۱۳۱-۱۳۲۔

(۳) India office lib. catalogue. Ethe. No. 2852.

خط نستعلیق میں ہے۔ اس میں ۱۲۲ صفحات ہیں ہر صفحہ پر ۱۵ سطریں ہیں اور ناپ ۱۴×۲۲ سینٹی میٹر ہے۔

ان میں سے کسی میں بھی سال تصنیف مذکور نہیں ہے اور نہ ہی گلریز کے مطبوعہ نسخہ یا کسی تذکرہ سے کچھ پتہ چلتا ہے اس لئے صحیح سن کا تعین امر محال ہے۔ البتہ بعض اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ ضیاء الدین نخشبی کی پہلی تصنیف تھی۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سر درج از سخن باید کشادن — بنائی از سخن باید نہادن
بسی نشستم بکنج خانہ بے کار — شدم زین خفتنم تعطیل بیدار
سخن دارم چو خاموشاں چہ نشینم — چمن دارم چرا گل زو نچینم
بگوید هر کہ گفتن می تواند — ازاں بہتر کہ از گفتن بماند(۱)

ضیاء الدین نخشبی کی تاریخ وفات اخبار الاخیار میں ۷۵۱ھ درج ہے(۲) اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ان کی پیدائش ۶۷۰ھ کے بعد ہوئی ہوگی اس لئے کہ اپنی ایک تصنیف "جزویات وکلیات" میں اپنے بالوں کی سفیدی کا ذکر کیا ہے اور 'جزویات وکلیات' کا سن تصنیف ۷۳۰ھ ہے۔(۳) لہذا اندازہ یہ ہے ان کی عمر غالباً ۷۰ سال سے تجاوز کر گئی ہوگی۔ 'گلریز' کی عبارت میں جو پختگی اور عالمانہ انداز ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی پختہ عمر انسان کی تخلیق ہے۔ عموماً ایک انسان کی پختہ عمر ۴۵ سال کے بعد سے تسلیم کی جاتی ہے۔ اس حساب سے 'گلریز' کا سال تصنیف ۷۲۰ھ کے حدود میں قرار دیا جا سکتا ہے۔

الغرض راقم نے جب گلریز کے مطبوعہ نسخہ کا موازنہ علی گڑھ کے قلمی نسخہ سے

---

(۱) "گلریز" از آغا محمد کاظم شیرازی مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال ص۷۔
(۲) "اخبار الاخیار فی اسرار الابرار" از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح ص۱۱۱۔

گیا تو متعدد مقامات پر الفاظ اور جملوں کا فرق نظر آیا بعض مقامات پر دو تین صفحات مطبوعہ گلریز میں موجود نہیں۔ ابتدائی جملے بھی مختلف ہیں جیسے مطبوعہ گلریز میں اس طرح سے آغاز ہوتا ہے:

"محامد یکہ از ھر حامد بمنصۂ ظہور آیند ھمہ راجع بدوست لاالہ الاھو والیہ المصیر و تجلیاتی کہ از خالق بعرصۂ شہود رسند بادوست لیس کمثلہ شیئ" وھو السمیع البصیر سبحان من تفرد فی ذاتہ وتوحد فی صفاتہ مصوریکہ ذرہ ذرہ برالوھیت او شاھد ھو اللہ الخالق الباریٔ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ داوریکہ ملکوت ارض وسما بمملکیت او شاھد ھو الذی لہ ملک السموات والارض وما بینھما۔۔۔۔ الخ"

گلریز کے قلمی نسخے کی ابتدا یوں ہوتی ہے:

"حمد بی نھایت مر احدیرا کہ ولہ الحمد فی السموات والارض صفت جلال اوست و مدح بی نھایت صمدیرا کہ ولہ الحکم والیہ ترجعون نعت کمال او سلطانی کہ مخلوقات شکر ذی الجلال وھو الذی لہ ملک السموات والارض وما بینھما۔۔۔۔ الخ"

اسی طرح اس واقعہ کا ذکر جبکہ نوشلب مرغ کی صورت معصوم شاہ کے محل کے کنگرہ پر آکر بیٹھتی ہے مطبوعہ نسخہ میں اس طور پر ہے:

"ناگاہ در اثنای آں طرب ونشاط وملاعبت وانبساط نظر معصوم شاہ بر کنگرۂ قصر افتاد، مرغی دید نشستہ کہ ھرگز دام ادوار مرغی چناں ندیدہ و ہیچ وقت صیاد روزگار چناں نشنیدہ۔ ھرگاہ کہ چشم سوی قصر میکشاد، جمیع بام منوری شد ھر بار کہ بال و پر میکشاد و می افشاند، جملہ کاخ و شہر معطر میگشت۔

قطع

چگویم وصف آں مرغ دلآویز　　ندیدہ بود ھرگز مثل آں مرغ
اگرچہ دام را صد چشم پیش است　　نباشد شکل او اندر جھان مرغ

معصوم شاہ بہ ھزار دل عاشق صورت او گشت وبہ ھزار جان وامق ھیئت در چمن ما شاید و جانوری بدین صورت در انجمن ما باید تا ھر لحظہ از ترنم او فرحی گیریم و

ھر لحظہ از تبسم او بہجتی یابیم ...... الخ" (۱)

علی گڑھ کے قلمی نسخے میں یہی عبارت اس طرح لکھی ہے:

ناگاہ دراثنای این لھو و نشاط و ملاعبت و انبساط صوتی شنیدند ملیح و آوازی استماع کردند فصیح کہ می گفت مَا اَصَابَکَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ حاضران مجلس متعجب ماندند و غلغل منہ امیر خاموش گشت متحیر و از نظر ھر طرف کردند چہ بینند کہ برکنگرۂ قصر مرغی نشستہ کہ دیدہ ھرگز دام ادوار مرغی چنان ندیدہ وگوش صیاد روزگار جانوری چنان نشنیدہ، رنگ او چون لون بوقلمون و لون او چون اشعۂ آفتاب ھر ساعت دگرگون ۔

چگویم وصف آن مرغ دلآویز نباشد مثل او اندر جھان مرغ

اگرچہ دام را صد چشم پیش است ندیدہ بود ھرگز مثل آن مرغ

القصہ معصوم شاہ بہ ھزار دل عاشق صورت و ساز او شد و بہ ھزار جان وامق ھیئت و آواز او گشت، با حاضران آغاز کرد کہ مرغی بدین شکل و ساز و جانوری بدین فصاحت و آواز کسی دیدہ است و یا کسی شنیدہ، این مرغ پرندہ نیست حور لیست بہشتی و این جانور طیری نیست جنی است گلگشتی، اگر چنین حور جنان در صحبت ما باشد و چنین زیبامیان در انجمن ما بود، ھر لحظہ از ترنم او فرحتی گیریم و بہ ھر لحظہ از تبسم او بہجتی یابیم ...... الخ"

اس طرح کے اختلافات متن میں متعدد مقامات پر موجود ہیں لیکن ان سب کی تصریح و توضیح اس مختصر مقالہ میں ممکن نہیں بہر حال کتاب کی علمی و ادبی اہمیت کے پیش نظر ضرورت اس بات کی ہے کہ مختلف مخطوطوں کے باہمی موازنہ و مقابلہ اور اختلافات متون کی نشاندہی کے بعد ایک نیا اور صحیح اڈیشن دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ نہ صرف اختلاف نسخ کا بخوبی اندازہ ہو سکے بلکہ داستان واضح اور مکمل صورت میں صحیح طور پر نمایاں ہو سکے۔

---

(۱) "گلریز" از آغا محمد کاظم شیرازی ص ۱۲ ۔

اس داستان کے مطالعہ سے مصنف کی علمیت و اہلیت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ وہ صرف ایک داستان نویس یا افسانہ نگار ہی نہیں بلکہ ایک اعلیٰ ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ اسے علم ہیئت، علم طب اور دیگر علوم سے بھی کافی واقفیت تھی۔ ایک مقام پر اجرام فلکی کا ذکر اس طرح کیا ہے :

"قصہ بیاری زبان تقریر نتواں کرد و بدستکاری قلم تحریر نتواں آورد کہ فلک بر حد اشہب جفا دوانیدہ است و طالع نحس مرا بدین روزگار نشانندہ، زحل کہ

مزارعۂ قریہ ہفتم است ذبدہ نحس در روی روزگار

من گماشتہ، مشتری کہ حاکم محکمۂ ششم است بی مخاصمت وگناہ و بی بینہ وگواہ مرا محبوس مجلس بلا داشتہ و موقوف عنا گردانیدہ۔ بیت :

مشتری گرچہ ہست قاضی چرخ ہیچ دلشاد بدہر راضی نیست

با ہمہ کس ہمین کند خصمی خصم خشنود گشت وقاضی نیست

و مریخ کہ تیغ زن فلک قلعۂ پنجم است خنجر بلا از قرابۂ عنا کشیدہ است و زہرۂ مرادات مرا صد جا دریدہ۔ بیت :

چشم گردون ندیدہ ہیچ گہی یک جگر خستۂ نمونۂ من

تیغ مریخ آتشی دارد کہ نسوزد مگر درونۂ من

آفتاب کہ روشن دان بام چہارم است ہیچ وقت روشنائی در زاویۂ مقاصد ما بر نمی کند و ہیچ گہ بروزن بام بیت الاحزان ما سر نمی آرد بیت :

ہر خانہ کہ تاریک کند تقدیرش از پرتو آفتاب روشن بود

و زہرہ کہ خنیاگر پردۂ سوم است خود را مخمور شبانہ ساختہ است و ساز طرب در گوشہ انداختہ بیت :

ہم ساقی عیش من در آمد از پای ہم مطرب وقت من دف از دست انداختہ

و عطارد کہ دبیر دیوان دویم است ترکان بلاد برات داران عنا برمن گماشتہ و سال و

ماہ یکشتن من شال میدھد وگاہ بی گاہ بخون من پروانہ می نویسد۔ بیت :

مرا گمان کہ بیایم مگر نجات برات دبیر چرخ بخونم نبشت پروانہ

وماہ کہ پیک سریع السیر مملکت اولی ست نامھای تھدید ومثالھای وعید

درباب من می رساند بیت :

نزد من ازنامہ کش آسمان نامہ تھدید رسد ھر زمان" (۱)

عجب ملک جب نوشلب کے عشق میں مبتلا ہوا تو اس کے باپ نے ایک حاذق طبیب کو معالجہ کے لئے بھیجا۔ اس موقع پر جن الفاظ میں عجب ملک کی حالت لکھی ہے اس سے مصنف کی علم طب سے واقفیت کا برملا اظہار ہوتا ہے' جیسے :

" اورا ازید معلولِ عللِ فراق ومجروحِ دشنۂ اشتیاق' مادۂ فسادھجران مزاجِ معتدلِ اورا استمالت دادہ وخیالات عارضۂ حدثان حواس سالمۂ اورا تاراج گردانیدہ۔ ازچھار قوتِ متخیلہ ومتفکرہ ومتوھمہ وحافظۂ اویکی برقرار نہ ازخصم بحرانات فراق کہ آب شب برسام است سرسام روی بدان سوختہ آوردہ وقوت جاذبہ وماسکہ وھاضمہ ودافعۂ اورابرباد دادہ نہ عقل پرملاغ در دماغ کہ بھفت وقایہ محفوظ است' راہ می یافت ونہ خواب چشم بند کہ برپنج ملک وبیست وچھار عضلہ مطولیست درچشم گذر می کند وچشم کہ بھفت طبقہ وسہ رطوبت کہ موافق است وازعصبات وعضلات وشریانات مرکب' ازعبرات وافرودموع متقاطر وزحمت بیعد ومشقت بیحد بتقاب آمدہ وبہ ناخنہ وطرفہ وضعف دیداری چناں مبتلا گشتہ کہ ضماد ونوشادر وچوب قراحد سرمۂ جواھر ھیچ گونہ مؤثر نمی آمد وبرنج نزول ماء وانتشار وغرب وظفرہ چناں گرفتار آمدہ کہ سفوف وتوتیا وشافہ احمر وشافہ اخضر ھیچ نوع فائدہ نمی داد۔" (۲)

پوری کتاب اعلیٰ ادبی ومعیاری انداز میں لکھی ہوئی ہے اور مسجع الفاظ وجملوں

---

(۱) "گلریز" از۔ آغا محمد کاظم شیرازی۔ صد ۸۷، ۸۸۔

(۲) "گلریز" از۔ آغا محمد کاظم شیرازی۔ صد ۱۳۱۔

سے مربوط ہے اگر کوئی اسے پڑھنا شروع کر دے تو اس کی جادو بیانی سے مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جب تک کتاب تمام نہ کر لے ہاتھ سے نہیں رکھے گا۔

عجب ملک کے دریائی سفر کے دوران طوفان آگیا اس کا نقشہ اس انداز سے کھینچا ہے:

"صرصر تند خیز در استھواء درآمدہ و خیل ریاح بر دریا تاختن کشید۔ بادی بنجاست، بادی۔ چگونہ بادی! تند خیز۔ گرد انگیز۔ ھوا گرد۔ گیتی نورد۔ روندۂ بی جان وجھندۂ بی روان۔ جان بران علم، دارندہ نسیم ارم، گرہ کشائی ھر چمن، و فراش ھر انجمن۔ برندہ بی قرار و بہ رقص آرندۂ ھر اشجار۔ پیک تیز رو و سفیر سبک رو، شحنۂ خزان و مرکب سلیمان۔ ورانندۂ کاروان سحاب، و زنجیر نہ پای ھای آب۔ ربایندہ کلاہ لالہ۔ گدازندۂ نقرۂ لالہ۔ مرغ از رعایت او طایر و ذرہ از عنایت او دلیر۔ اسرافیل با غمہا و عزرائیل چراغہا۔ از صولت آن باد درونۂ دریا چون دیگ روئین می جوشید۔ و از ہیبت آن کوہ کسوت۔ "تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ" می پوشید نقیبان قضا جیوش ھوا را در حرکت آوردند و چابک سواران ریاح باد پایان خود را تاختن گرفتند۔ ھر بار موج آن چنان گنبد میکرد کہ بگنبد گردون میرسید تا سقف مقرنس بی ستون میکشید۔ باد مخالف اعلام صورت برافراشت و مہد کشتی را از دوش جمال آب برداشت۔ ابر بموافقت باد۔ تیغ برق از قراب سحاب بکشید و آتش صاعقہ از کوزۂ ابر میدمید۔ گردن پیلان عماری بدوانید و زغل دھل جنگی بجنبانید۔ ھوا سنگ ژالہ در منجنیق ابر نہادہ و فلک زمہریر دریچۂ نکبت نکبا بگشادہ و زحل بمنظر اعلیٰ بدریابی برآمد و مشتری ندای رخصت - "اقتلوا المشرکین" درداد و مریخ خنجر خون آشام بکشند و آفتاب با سپر زرین برسید و زھرہ ابیات عاشقانہ سرائیدن گرفت و عطارد دفتر خطبہا پران کرد۔ ماہ تارخ سیمین خود را سوھان زد۔ فلک نیزۂ سماک رامح را بدست گرفت۔ پروین جمعیت خود را ترتیب کرد و شہاب کمند خود را تاب داد۔ آسمان کمان

قوسِ قزح زہ کرد و ابر تیر باران آغاز نہادہ" (۱)

اس کتاب کی عبارتوں کے درمیان اخلاق اور پند و نصیحت کے مضامین نہایت دلکش پیرایہ میں جواھرات کی مانند جڑ دیے گئے ہیں۔ ایک مقام پر علم و ادب کی فضیلت اور اس کی برتری کی تعریف کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں :

" خود علم تاجیست مرصع، جز بر سر کبرای کرام نشاید و ادب رداجیست مکلل جز بر علماء عظام تزیبد کہ اَلْاَدَبُ اَشْرَفُ نَسَبٍ وَ اَفْضَلُ مُکْتَسَبٍ وَ اَجَلُّ مالٍ وَ اَتَمُّ جَمَالٍ"۔ (۲)

ایک اور موقع پر حرص و طمع سے احتراز کی تلقین کرتے ہوئے بڑے ہی خوبصورت اور مؤثر انداز میں یوں لکھتے ہیں ؎

"طمع را تا توانی گرد کم گرد بسا سر کز طمع بر باد رفتہ است

طمع را سہ حرف است وھر سہ از نقطہ خالی این چیست ؟ نقطہ را نیز ننگ می آید کہ گرد طمع گردد ؎

بر خویش مدہ تو حرص را راہ کز حرص و طمع گدا شود شاہ" (۳)

کثرت کلام کی مذمت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" مہندسان اساس بلاغت گوھر مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ بھرزہ نسفتہ اند ... مہندسان ھندسۂ بلاغت قول اِلْزَمِ الصَّمْتَ مَا اسْتَطَعْتَ فَاِنَّہٗ سَجِیَّۃُ الْاَنْبِیَاءِ بگزاف نگفتہ اند"۔ (۴)

متذکرہ بالا اقتباسات سے اس کتاب کی اہمیت و افادیت کا پتہ چلتا ہے اسی

---

(۱) گلریز، از آغا محمد کاظم شیرازی ص ۷۷ - ۷۸ ۔

(۲) " " " " چاپ کلکتہ ص ۱۱ ۔

(۳) ایضاً ص ۱۳ ۔

(۴) ایضاً ص ۲۵ ۔

لئے ضروری ہے کہ اسے گوشۂ گمنامی سے نکال کر دوبارہ صحیح اور مکمل صورت میں اور معیاری خط میں طبع کرایا جائے اور اہلِ علم صاحبان کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس کی اہمیت و افادیت کو سب تسلیم کریں، اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور صاحبِ تصنیف یعنی ضیاء الدین نخشبی بدایونی کی دُعا اور خواہش اس طرح پوری ہو سکے:

"درو باید قبول عام باشد — میان نامھا شہ نام باشد
چنانش کن کہ مردم ھرکہ بیند — نخواہد یکدمی زو ھرچہ چیند
زسرتاپای ذوق آمیز باشد — سماعش اھتزاز انگیز باشد
اگرچہ عیب ازوی نیست دور — زچشم عیب بینھان دار مستور
کجا باشد چنین نقش دل افروز — زھی نقشی کہ کلکم کرد امروز
مرا تا حشر با این نقش کار است — کہ ازمن درجھان خوش یادگار است
ھمین باید کہ این باشد سلامت — کہ نامم زندہ دارد تا قیامت" (۱)

(ختم شد)

---

(۱) "گلریز" چاپ کلکتہ ص۳–۲۔